Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

The Social Aspects of the Biography of the Prophet (ﷺ): In the Light of the Narrations of the Imams of Ahl al-Bayt (AS)

سیرت النبی ﷺ کے سماجی پہلو: مرویات ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں

Dr. Hafiz Syed Mubshar Hussain Kazmi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lahore
Email: mubashar.kazmi@ais.uol.edu.pk

Corresponding author: Muhammad Azam
Lecturer, Department of Islamic Studies, Green International University Lahore
Email: m.azam@giu.edu.pk

Abstract

The social dimension of the Prophet Muhammad's (ﷺ) biography is a significant aspect of his personality that profoundly influenced human society. He was not only a religious guide but also a distinguished social leader. The Qur'an declares him as the perfect role model, and his biography gave new meaning to social values. The Imams of Ahl al-Bayt (AS) preserved various aspects of the Prophet's (ﷺ) social conduct through their narrations. These include his humility, equality, altruism, justice, care for the poor, modesty, spirituality, and noble manners. These traditions highlight practical examples from the Prophet's life that laid the foundation for a transformative social revolution. This paper explores the social life of the Prophet Muhammad (ﷺ) in the light of these narrations by the Imams of Ahl al-Bayt, aiming to demonstrate the contemporary relevance of his ethical leadership and the timeless impact of his exemplary character on social reform.

Keywords: Prophetic Biography, Ahl al-Bayt Traditions, Social Ethics, Prophetic Leadership, Islamic Social Justice

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

اسلام نے اپنی ابتداء سے ہی معاشرے کے افراد کی زندگی میں ایک بنیادی انقلاب برپا کیا، جس نے ان کی سوچ، رویے اور برسوں سے رائج عادات کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے معیارات اور فیصلے بھی تبدیل ہو گئے اور ان کے پاس کائنات، زندگی اور انسان کے بارے میں ایک نئی بصیرت آگئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے معاشرہ از سرِ نو پیدا ہوا ہو اور نئی نشانیاں اور مظاہر سامنے آئے ہوں۔ یہ سماجی تجربہ کامیاب رہا کیونکہ قیادت، جو رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی صورت میں موجود تھی، نے منصوبہ بندی کی، اس پر عمل کیا اور اسوہ، قدوہ اور ایثار میں مثال قائم کی۔ یہ ایک ایسی متاثر کن مثال تھی جس نے ایک ایسے معاشرے کو حرکت دی جس کا اصول دینا پہلے تھا، لینا بعد میں۔

نبی اکرم ﷺ اپنے آپ میں مگن اور لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والے نہ تھے، کیونکہ گوشہ نشینی اور علیحدگی ان کی پالیسی سے بنیادی طور پر متصادم تھی، جو کہ تمام انسانیت کے لیے ایک رسول کے طور پر ان کی حیثیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ لوگوں کے درمیان گھلتے ملتے، بازاروں میں جاتے، ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے، مریضوں کی عیادت کرتے اور ایسے کئی دیگر کام کرتے جو لوگوں کے دلوں کو جیتنے میں گہرا اثر رکھتے۔ نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کے افراد کے دل اور دماغ دونوں کو فتح کر لیا۔

نبی اکرم ﷺ کی اخلاقی وروحانی صفات

اسلام کے نزدیک سب سے زیادہ موزوں انسان سیاسی قیادت کے لیے وہ ہے جو اپنی قیادت کو ربانی قیادت کے اہداف کے حصول کی جانب گامزن کرے اور معاشرے کے انتظام کے لیے ضروری صفات سے متصف ہو۔ کیونکہ سیاسی قائد کو ایک اخلاقی قائد بھی ہونا چاہیے۔ بلکہ اسلام میں اخلاقی قیادت کو سیاسی قیادت کی سب سے اہم بنیاد سمجھا گیا ہے۔[1]

نبی اکرم ﷺ کے روحانی پہلو ان کی سماجی زندگی میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا تھا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جڑا ہوا تھا، جو اپنے آخری نبی ﷺ کی روحانی تعمیر پر زور دیتی ہے۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں نے نبی اکرم ﷺ کی صفات پر روشنی ڈالی ہے اور اہل بیت علیہم السلام کی متعدد روایات میں بھی ان کے مقدس کردار کی خصوصیات کو واضح کیا گیا ہے۔ ان روایات کی روشنی میں ہم نبی اکرم ﷺ کی سماجی زندگی کے چند اہم پہلوؤں

(1) محمود شيت خطاب، بين العقيدة والقيادة، دار القلم ،دمشق ، 1998،ص:253

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 28, 2025

کو بنیاد بنا کر ایک اہم حوالہ تشکیل دے سکتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو عبادت اور قیام اللیل کی دعوت دی تو آپ ﷺ خود سب سے زیادہ عبادت گزارتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زیادہ عبادت کی وجہ سے مشقت میں پڑنے سے منع فرمایا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴾[2]

"(اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ"

اور جب آپ ﷺ نے عدل کا حکم دیا تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کیا۔ جب آپ ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان بیٹھتے تو ان کے ساتھ تواضع اور محبت سے پیش آتے اور اپنی نگاہوں کی تقسیم میں بھی عدل فرماتے۔

جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

"كان رسول الله ﷺ يقسم لحظاته بين أصحابه فينظر إلى ذا وينظر إلى ذا بالسوية، قال: ولم يبسط رسول الله ﷺ رجليه بين أصحابه قط وإن كان ليصافحه الرجل فما يترك رسول الله ﷺ يده من يده حتى يكون هو التارك فلما فطنوا لذلك كان الرجل إذا صافحه قال بيده فنزعها من يده"[3]

"رسول اللہ ﷺ اپنے لمحات کو اپنے صحابہ میں تقسیم فرماتے تھے، اس طرح کہ ہر ایک کی طرف برابر نظر ڈالتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنے صحابہ کے درمیان اپنے پاؤں نہیں پھیلائے۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لے۔ جب صحابہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ مصافحہ کے بعد خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔"

اس بلند اخلاق کے ساتھ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پیش آتے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے کمزوروں اور فقراء کی حمایت کا علم بلند کیا تو آپ ﷺ اپنی طرزِ زندگی میں ان ہی کی طرح تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: " لم يشبع من خبز البر "[4] کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت سے لے کر وفات تک کبھی مسلسل تین دن تک گندم کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، حالانکہ آپ ﷺ اس بات پر قادر تھے کہ آرام و آسائش کی زندگی گزاریں، لیکن آپ ﷺ نے دوسروں

(2) سورة طه ، 20: 2
(3) الكليني ، محمد بن يعقوب ،أصول الكافي ،دار الكتب الإسلامية ،تہران،1381ھ ،ج:2 ، ص:671
(4) "خبز البر" سے مراد بغیر چھانے ہوئے آٹے کی روٹی ہے۔ جیسا کہ النویری نے "نهاية الأرب"، ج:15، ص:261 میں ذکر کیا ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

کواپنی ذات اور اپنے اہلِ خانہ پر ترجیح دی۔اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

" ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم منذ قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعا حتى قبض " (5)

''کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لیے نہیں ملی، یہاں تک کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہو گئی''

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ان امور پر عمل کرنے میں سبقت فرمائی جن کی آپ ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام مسلمانوں کے لیے بے مثال کشش کا باعث بنے،اور اعلیٰ اخلاق خصوصیات سے متصف ہونا وہ امتیاز ہے جو آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔کیونکہ قرآنِ کریم نے آپ ﷺ کی توصیف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾(6)

''اور بیشک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں''

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنے برگزیدہ نبی ﷺ کے لیے بلندی، شرف اور اعلیٰ مقام کے تمام اسباب مہیا فرمائے، اور آپ ﷺ کو وہ تمام خصوصیات عطا کیں جو آپ ﷺ کو اس عظیم رسالت کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے قابل بنائیں، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منتخب فرمایا اور آپ ﷺ کو ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ قرار دیا۔نبی اکرم ﷺ کی سماجی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں کو درج ذیل طور پر بیان کیا جاسکتا ہے:

1۔عاجزی

عاجزی کا مطلب ہے لوگوں کا احترام کرنا اور ان پر برتری نہ جتانا۔یہ ایک ایسا اخلاقی وصف اور دل کش خصلت ہے جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور لوگ تعریف و تحسین کرنے لگتے ہیں۔جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت، جلالت اور قدرت کو سمجھنے لگتا ہے اسی قدر وہ خود کو اللہ کے سامنے بے بس

(5) بخاری ، کتاب الرقاق باب كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه وتخليهم من الدنيا ،حديث : 6454
(6) سورة القلم ، 68 : 4

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

اور کم تر محسوس کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" إن من حق من عظم جلال الله في نفسه وجل موضعه من قبله أن يصغر عنده لعظم ذلك كل ما سواه "(7)

"جو شخص اللہ کے جلال کی عظمت کو دل میں بٹھالیتا ہے اور اس کے مرتبے کو پہچان لیتا ہے، اس کے لئے ہر چیز ہیچ ہو جاتی ہے"

جو شخص اللہ کے جلال کو اپنے دل میں بٹھالیتا ہے اس کی نظر میں دنیا کی تمام چیزیں چھوٹی لگنے لگتی ہیں، عاجزی کی سب سے خوبصورت مثال انبیاء کرام خصوصاً نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ملتی ہے۔ جو سب سے زیادہ متواضع تھے اور تکبر سے کوسوں دور تھے۔ اگر ہم اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیں تو ہمیں ان کی بے پناہ عاجزی کے کئی نمونے ملتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی عاجزی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" لقد كان صلى الله عليه وسلم يأكل على الأرض، ويجلس جلسة العبد ويخصف بيده نعله ويرقع بيده ثوبه ويركب الحمار العاري، ويردف خلفه "(8)

"رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے، غلاموں کی طرح بیٹھتے، اپنے ہاتھ سے جوتے مرمت کرتے، اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے، ننگے پیٹھ گدھے پر سوار ہوتے اور کسی کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے"

خصوصاً جب کوئی خود اپنے جوتے سیتے، پیوند لگا کپڑے پہنے اور بغیر زین کے گدھے پر سواری کرے تو یہ عاجزی کی واضح علامت ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

" كان رسول الله صلى الله عليه وآله يأكل أكل العبد ويجلس جلسة العبد وكان صلى الله عليه وآله يأكل على الحضيض "

"رسول اللہ ﷺ غلاموں کی طرح کھاتے، غلاموں کی طرح بیٹھتے، زمین پر کھاتے اور زمین پر سوتے تھے"

(7) الكليني ، محمد بن يعقوب ،أصول الكافي ،دار الكتب الإسلامية ،تہران،1381ھ ،ج:2 ، ص:671
(8) محمد عبدة مفتي الديار المصرية،شرح نهج البلاغة ، دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت ،ج:2 ،ص: 232

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 28, 2025

الحضیض کے بارے لسان العرب میں بیان کرتے ہیں:

" الحضيض: هو قرار الأرض وأسفل الجبل" (9)

"الحضیض: زمین کی سطح یا پہاڑ کے سب سے نچلے حصے کو کہتے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تواضع اور عاجزی کے تصورات کو عملی شکل دی، جس کا معاشرے پر گہرا اثر ہوا۔ روایات میں تواضع کی جو مثالیں بیان کی گئی ہیں، جیسے زمین پر بیٹھنا، غلام کو جواب دینا، اور جہاں مجلس ختم ہو وہیں بیٹھ جانا، یہ وہ اعمال ہیں جن سے قریش کے سردار اور بادشاہ جیسے لوگ گریز کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واضح کیا کہ آپ کو دوسرے سرداروں یا بادشاہوں، جیسے فارس کے کسریٰ یا روم کے قیصر کے برابر نہیں سمجھا جا سکتا، بلکہ آپ ایک آسمانی پیغام کے حامل تھے اور مسلمانوں کے لیے نمونہ اور اسوہ تھے۔ آپ کی تواضع کی مثالیں، خاص طور پر غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ براہ راست تعلق، معاشرے میں مساوات اور اخوت کا پیغام دیتی ہیں۔

2۔ شجاعت

شجاعت نبی کریم ﷺ کی شخصیت کا ایک نمایاں اور بنیادی پہلو تھا، جو صرف جنگی میدان تک محدود نہ تھا بلکہ آپ کی پوری زندگی میں جھلکتا تھا۔ عرب کا ماحول بھی اس صفت کے پروان چڑھنے میں اہم کردار ادا کرتا تھا، کیونکہ وہاں بچوں کی تربیت میں بہادری، جفاکشی اور دوسروں کی مدد کرنے جیسے اوصاف کو خاص اہمیت دی جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ بھی اسی معاشرتی پس منظر میں پروان چڑھے، مگر آپ کی شجاعت محض سماجی اثرات کا نتیجہ نہ تھی۔ آپ نے خود ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام کو مخصوص اوصاف سے نوازا، جو وراثت اور ماحول کی حدود سے ماوراء تھے۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک روایت میں ہے:

'ال رسول الله عطينا أهل البيت سبعاً لم يعطهن أحد قبلنا ولا يعطاها أحد بعدنا الصباحة والفصاحة والسماحة والشجاعة والحلم والعلم والمحبة "(10)

(9) ابن منظور، لسان العرب ، دار صادر ، بيروت، 1414 ، ج: 6ص : 1236

(10) ابن المغازلي ، علي بن محمد بن محمد، مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه، دار الآثار، صنعاء، 2003 ،ص: 332

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 28, 2025

”ہم اہل بیت کو سات چیزیں عطا کی گئی ہیں جو ہم سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ ہی ہمارے بعد کسی کو دی جائیں گی: خوبصورتی، فصاحت، سخاوت، شجاعت، حلم، علم اور محبت“

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر طرح کی قوت عطا فرمائی تھی، چاہے وہ ایمانی ہو یا جسمانی، اور آپ ﷺ نے ہمیشہ ان طاقتوں کو اللہ کی رضا اور عبادت میں استعمال کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی شجاعت اور بہادری کی روشن مثال تھی، نہ صرف الفاظ میں بلکہ عمل میں بھی۔ اگر ہم آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو ہر موقع پر آپ کی بے خوفی اور ثابت قدمی نمایاں نظر آتی ہے۔ میدانِ جنگ ہو یا کسی اور کٹھن مرحلے کا سامنا، آپ ﷺ ہمیشہ جرات اور استقلال کا عملی نمونہ پیش کرتے رہے۔ بدر، احد، حنین اور دیگر معرکوں میں بھی آپ ﷺ کی شجاعت بے مثال رہی، جس کی کئی مثالیں ہمیں سیرت طیبہ سے ملتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بہادری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"'كنا إذا احمر البأس، ولقي القوم القوم، اتقينا برسول الله صلى الله عليه وسلم، فما يكون منا أحد أدنى من القوم منه" (11)

”جب جنگ کی گرمی اپنے عروج پر ہوتی اور لشکر آمنے سامنے ہوتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے سائے میں پناہ لیتے تھے، اور آپ ﷺ سے زیادہ دشمن کے قریب کوئی نہ ہوتا تھا“

اور ایک اور موقع پر غزوۂ بدر میں آپ کی بہادری کے بارے میں فرمایا:

" لقد رأيتني يوم بدر ونحن نلوذ بالنبي وهو أقربنا إلى العدو وكان من أشد الناس يومئذ بأسا " (12)

”میں نے خود بدر کے دن دیکھا کہ ہم نبی ﷺ کی پناہ لے رہے تھے، جب کہ وہ ہم سب سے زیادہ دشمن کے قریب تھے، اور اس دن وہ سب لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے“

(11) ابن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل ، المحقق: شعيب الأرنؤوط ، مؤسسة الرسالة ، 2001 ،ج:2،ص:453، حديث: 1347

(12) الهيثمي، نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مكتبة القدسي، القاهرة ، 1994، ج: 9، ص: 12

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

غزوہ اُحد میں ہمارے نبی ﷺ پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ جب مسلمان میدانِ جنگ سے ہار کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ اور آپ کے ساتھ رہ جانے والے چند ساتھیوں نے میدان میں ڈٹ کر بہادری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، کیونکہ مسلمان نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے شکست کا شکار ہوئے تھے۔ جبکہ غزوہ حنین میں جب آپ کے بیشتر ساتھی میدان چھوڑ کر چلے گئے اور آپ ﷺ اللہ کے بھروسے پر اکیلے رہ گئے، تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور فرمایا: "نبی ﷺ جھوٹ نہیں بولتے، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں!" میدانِ جنگ میں آپ ﷺ پکارتے رہے: "اللہ کے بندو کی طرف لوٹو! اللہ کے بندو کی طرف!" یہاں تک کہ آپ کے ساتھی واپس لوٹے اور دوبارہ حملہ آور ہوئے، پھر دن کے ایک گھنٹے میں ہی دشمن کو شکست دے دی۔[13]

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں قیام کے دوران جتنے بھی غزوات میں شریک ہوئے، ہر غزوہ میں ثابت قدمی اور بے مثال بہادری کا مظاہرہ فرمایا۔ نہ کبھی شکست کھائی، نہ کمزوری دکھائی، بلکہ ہر لمحہ صبر واستقامت کا پیکر بنے رہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر صبر و شجاعت کی کوئی مثال ہو سکتی ہے؟

3۔زہد

زہد لغت میں رغبت کے مخالف معنیٰ رکھتا ہے۔ کہتے ہیں: "زهد في الشيء يزهد زهدا وزهادة "[14] یعنی اس نے کسی چیز سے بے رغبتی اختیار کی۔ اصطلاح میں زہد سے مراد مادی ظواہر، لذات اور ایسی مشغولیات سے اعراض کرنا ہے جو انسان کی تکاملی حرکت کو روکتی ہوں یا اسے کمزور کرتی ہوں۔ زہد انبیاء اور رسولوں کی زندگی کا ایک نمایاں درس رہا ہے، اور ان میں سب سے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔ زہد ان کے لیے ایک آزمائش تھا جسے انہوں نے ترقی اور دنیاوی لذات سے دوری کا ذریعہ بنایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" نزل جبرئيل على رسول الله ﷺ فقال : إن الله جل جلاله يقرئك السلام ويقول لك : هذه بطحاء مكة إن شئت أن تكون لك ذهبا، قال : فنظر النبي ﷺ إلى السماء ثلاثا، ثم قال : لا يا رب، ولكن أشبع يوما فأحمدك ، وأجوع يوما فأسألك "[15]

[13] الواقدي ، محمد بن عمر بن واقد السهمي ، المغازي ، دار الأعلمي ،بيروت، 1989،ج:2 ،ص:903
[14] الجوهري ، أبو نصر إسماعيل بن حماد ، صحاح، دار العلم للملايين، بيروت،1998،ص:1120
[15] رضي الدين أبي نصر الحسن بن المفضل ، مكارم الأخلاق،مكتبة الالفين،كويت،2008 ،ص:24

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

”جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: یہ مکہ کی وادی ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اسے سونے میں بدل دوں۔ نبی ﷺ نے آسمان کی طرف تین بار دیکھا، پھر فرمایا: نہیں، اے میرے رب! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر تیری حمد کروں اور ایک دن بھوکا رہ کر تجھ سے دعا کروں“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے دنیا سے زہد کو یوں بیان فرمایا: ”آپ نے دنیا کو حقیر اور چھوٹا سمجھا، اسے کم تر اور ہلکا جانا، اور جان لیا کہ اللہ نے اسے آپ سے دور کر دیا ہے اور دوسروں کے لیے پھیلا دیا ہے۔ آپ نے دنیا سے اپنے دل کو پھیر لیا، اس کے ذکر کو اپنے نفس میں مردہ کر دیا، اور چاہا کہ اس کی زینت آپ کی نظروں سے اوجھل رہے، تاکہ اسے آرائش کا ذریعہ نہ بنائیں یا اس میں کوئی مقام تلاش نہ کریں۔ بلکہ آپ نے اپنے رب کی طرف سے لوگوں کو نصیحت کی، اپنی امت کو ڈرایا، جنت کی بشارت دی، اور جہنم سے ڈرایا“(16)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادہ زندگی کو مثال بنا کر مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ دنیاوی لذتوں کی بجائے زہد اختیار کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی آسائشوں سے بے نیاز تھے اور اللہ کے سب سے محبوب بندے وہ ہیں جو نبی کی پیروی کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا کو حقیر جانا اور آخرت کی کامیابی کو ترجیح دی، باوجود اس کے کہ اللہ کے نزدیک آپ کا مقام بہت بلند تھا۔

زہد کا مطلب صرف دنیاوی مال و اسباب کو ترک کرنا یا کھردرے کپڑے پہننا نہیں بلکہ حقیقی زہد یہ ہے کہ دنیاوی اشیاء انسان پر غالب نہ آئیں۔ بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہو کر زہد کو ترکِ دنیا سمجھتے ہیں، حالانکہ اسلام مادہ اور روح کے درمیان توازن قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ دنیا کے لیے آخرت کو چھوڑنا جائز ہے اور نہ آخرت کے لیے دنیا کو ترک کرنا۔(17) امام حسن علیہ السلام نے بھی اعتدال کی تعلیم دی کہ دنیا کے لیے ایسے جیو جیسے ہمیشہ رہنا ہے اور آخرت کے لیے ایسے جیسے کل مرنا ہے۔(18) اسلام نے اسی توازن کی بنیاد پر ایک ترقی یافتہ

(16) الشیخ محمد الصادقي ، الفرقان في تفسير القرآن بالقرآن والسنّة ، انتشارات فرهنگ اسلامی ، ج: 11 ، ص: 92
(17) المناوي،محمد عبد الرؤوف ، فيض القدير ، المكتبة التجارية الكبرى ، مصر ، 1352، ج:2 ، ص:115
(18) علي بن محمد بن علي، كفاية الأثر في النصوص على الأئمة الإثني عشر، مؤسسة النعمان للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، 1430، ص:227

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 28, 2025

تہذیب قائم کی جو نہ مادہ پرستی میں غرق ہوئی اور نہ ہی رہبانیت میں محدود ہوئی۔

4۔ سچائی اور امانت داری

سچائی وہ وصف ہے جو حقیقت سے ہم آہنگ ہو، اور یہ اعلیٰ ترین اخلاقی و نفسیاتی فضائل میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت فرد اور معاشرے دونوں کی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ سچائی کلام کی زیب وزینت، کردار کی درستی اور اخلاقی پاکیزگی کی علامت ہے۔ یہ کامیابی اور نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی لیے شریعت اسلامیہ نے سچائی کو نہ صرف لازم قرار دیا بلکہ قرآن وسنت میں اس کی تاکید بھی کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴾[19]

"اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں"

اللہ تعالیٰ نے سچے لوگوں کا ساتھ اختیار کرنے کا حکم فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾[20]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو"

زبان انسان کے باہمی افہام و تفہیم کا ذریعہ، خیالات و معانی کے اظہار کا وسیلہ اور عقل و فکر کی نمائندہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ معاشرتی زندگی میں ایک بنیادی اور حساس کردار ادا کرتی ہے۔ معاشرے کی خوشحالی یا زوال کا دارومدار زبان کی سچائی یا جھوٹ پر ہوتا ہے۔ اسی لیے سچائی کو انسانی معاشرے کے لیے ایک ناگزیر ضرورت اور اہم سماجی قدر کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جو انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

جہاں تک امانت داری کا تعلق ہے تو یہ ان تمام حقوق کی مکمل ادائیگی کا نام ہے جو کسی فرد کے سپرد کیے گئے ہوں۔ امانت داری خیانت کی ضد ہے اور اسے اعلیٰ ترین اخلاقی اوصاف اور شریف ترین خوبیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس صفت کی بدولت انسان دوسروں کا اعتماد اور احترام حاصل کرتا ہے، اور کامیابی و کامرانی کی منازل طے کرتا ہے۔ اس کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صفت سے متصف افراد کی تعریف فرمائی ہے:

[19] سورۃ الزمر، 33:39

[20] سورۃ التوبۃ، 119:9

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾[21]

"جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں"

امانت داری کی قرآنی تاکید اور اس کی معاشرتی اہمیت

قرآن کریم میں امانت کی پاسداری اور خیانت سے اجتناب پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ [22]

"اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ! اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے، دیکھتا ہے"

امانت داری افراد اور اقوام کی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ ان کے تمام امور اور اجتماعی نظم و نسق کی اساس ہے۔ یہ نہ صرف اخلاقی اور سماجی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ مادی خوشحالی اور استحکام کی ضامن بھی ہے۔ امانت داری، دیانت اور راست بازی انسانی کردار کی معراج اور معاشرتی استحکام کی علامت ہیں۔ جو شخص اس وصف کو اختیار کرتا ہے، وہ معاشرے میں اعتماد اور عزت حاصل کرتا ہے، لوگوں کے درمیان باعثِ تحسین و تکریم بنتا ہے، اور اجتماعی ترقی و خوشحالی میں فعال کردار ادا کرتا ہے۔ ایسے افراد نہ صرف دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ خود بھی اعلیٰ انسانی اقدار کے امین بن جاتے ہیں، جس سے ایک منظم اور پُر امن معاشرے کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی صداقت و امانت

بعثت سے قبل نبی اکرم ﷺ کی دو نمایاں اور مسلمہ صفات، صداقت اور امانت، آپ کی شخصیت کا امتیازی وصف تھیں۔ یہ دونوں اخلاقی اقدار نہ صرف آپ کی سیرت کا جوہر تھیں بلکہ تبلیغِ دین کے لیے بھی بنیادی اہمیت رکھتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کا لقب "الصادق الأمین" (سچّے اور امانت دار) عوام و خواص میں اس قدر مشہور ہو گیا کہ جب بھی صداقت و امانت کا ذکر ہوتا، آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی خود بخود مرجعِ خیال بن جاتی۔

[21] ق سورۃ المؤمنون، 8:23
[22] سورۃ النساء، 58:4

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

اللہ تعالیٰ نے بھی چاہا کہ اس عظیم لقب کو مزید عزت و وقار عطا کرے، اور یہی بلند صفات وہ سبب بنیں جن کی بدولت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی رسالت پر کامل یقین کیا، منزل وحی کو برحق تسلیم کیا، اور آپ کی محبت و اطاعت میں اپنی جان و مال تک نثار کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا:

﴿ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴾(23)

"اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ یاالٰہی اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا"

ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے بھی اپنی دعاؤں میں نبی اکرم ﷺ کو "الصادق الأمین" کے لقب سے یاد کیا۔

نبی اکرم ﷺ کی صداقت و امانت کے بارے میں ائمہ اہل بیتؑ کے اقوال

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، جو نبی اکرم ﷺ کے سب سے قریب تھے، انہوں نے آپ کی شخصیت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

" كان أجود الناس كفا وأوسع الناس صدرا وأصدق الناس لهدة وأوفاهم ذمة " (24)

"آپ سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے، سب سے زیادہ کشادہ دل، سب سے زیادہ سچ بولنے والے اور سب سے بڑھ کر عہد و پیمان کے پابند تھے"

اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

" أصدق البرية لهجة " (25)

"رسول اللہ ﷺ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ سچے تھے"

ایک اور روایت میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے:

(23) ق سورة آل عمران،3:193،194

(24) الغزالي ، أبو حامد محمد بن محمد، إحياء علوم الدين، دار المعرفة ،بيروت ،1989، ج: 2،ص: 379

(25) إحسان إلهي ظهير ، الشيعة والتشيع فرق وتاريخ ، إدارة ترجمان السنة، لاهور ،1995، ج:1 ، ص:79

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

"بے شک اللہ عزوجل نے جو بھی نبی بھیجا، اسے سچائی اور امانت داری کے ساتھ بھیجا"

5۔رحمت

رحمت، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ میں سے ایک نمایاں صفت ہے، جسے اس نے اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام میں بھی ودیعت فرمایا۔ بالخصوص نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے مظہرِ رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس نہ صرف سراپا رحمت ہے بلکہ آپ کی شریعت اور دعوت بھی رحمتِ الٰہیہ کا کامل اظہار ہے۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾[26]

"اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے"

اس حقیقت کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" بعيثك نعمة, ورسولك بالحق رحمة "[27]

حضرت علی علیہ السلام نے اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور بے پایاں رحمت کو واضح کیا ہے جو اس نے اس امت پر انعام کی۔ اس رحمت کے ذریعے لاکھوں افراد نے ہدایت پائی اور اسلامی تعلیمات کو اپنایا۔ یہ رحمت الٰہی جو رسول اکرم ﷺ کو عطا کی گئی، پوری کائنات پر محیط ہے، اور یہ حقیقت نبی کریم ﷺ کی عالمگیر دعوت سے جڑی ہوئی ہے۔ مذکورہ آیت کریمہ میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا انسانیت پر، خصوصاً اہلِ ایمان اور عموماً کفار پر، ایک عظیم احسان ہے۔ مختلف مراجع میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے ایسی کئی احادیث نقل کی ہیں جن میں لوگوں کے درمیان رحم دلی اور باہمی ہمدردی کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ یہی عوامل ایک پُرامن، ہم آہنگ معاشرت کے قیام میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ان روایات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک حدیث بھی ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ رحم دلی معاشرتی سکون اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے:

(26) سورۃالأنبیاء، 107:21
(27) ابن ابي الحديد, شرح نهج البلاغة ،دارالكتب العربى،بغداد،2003، ج: 19 ،ص: 135

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 28, 2025

" من لا يرحم لا يرحم " [28]

دوسرا قول ہے:

" لا يرحم الله من لا يرحم الناس " [29]

اسلام میں جن حقوقِ اجتماعی پر زور دیا گیا ہے اور جن پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، ان میں سب سے اہم حق رشتہ داری اور صلہ رحم ہے۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اس اہم سماجی رشتہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کئی احادیث نبوی ذکر کی ہیں، جن میں مسلمانوں سے تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے اقارب کے ساتھ روابط برقرار رکھیں، ان کا خیر مقدم کریں، اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ مزید برآں، یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ جو اقارب محتاج ہوں، ان کی مدد کریں، پریشان حال افراد کی مدد کریں، اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و تقویٰ میں شریک ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سلسلے میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ آپ کے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا کہ آپ نے صلہ رحم کی اہمیت اور اس کے فوائد پر زور دیا۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے نہ صرف صلہ رحم کی اہمیت کو اجاگر کیا، بلکہ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی تاکہ معاشرتی ہم آہنگی، تعاون، اور ہمدردی کا ماحول قائم ہو۔

نبی کریم ﷺ کی رحمت کی صفات پر کئی نمایاں روایات ملتی ہیں، جن میں آپ ﷺ کے اقوال اور افعال کے درمیان ہم آہنگی کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ روایات نہ صرف نبی اکرم ﷺ کی رحمت کو بیان کرتی ہیں بلکہ اس بات کو بھی اجاگر کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے نظریات اور تعلیمات آپ کی سیرت کے عملی پہلو میں کس طرح نمایاں طور پر ظاہر ہوئے۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت کے لیے بے پناہ محبت اور ہمدردی کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ ان مثالوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات صرف الفاظ تک محدود نہ تھیں، بلکہ ان کا عملی مظاہرہ آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں میں نمایاں تھا، جس سے آپ ﷺ کی رحمت کا حقیقی مفہوم اور مقصد واضح ہوتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور

(28) ابن قيم الجوزية، الروح في الكلام على أرواح الأموات، دار الكتب العلمية ، بيروت، ص:250

(29) ا بن كثير ، أبو الفداء إسماعيل بن عمر، تفسير القرآن العظيم، دار طيبة للنشر والتوزيع، 1999، ج:8 ،ص:409

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

آخری دو رکعتوں میں تخفیف کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا: کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ نے آخری دو رکعتوں میں تخفیف کی۔ تب آپ نے فرمایا: کیا تم نے بچے کے رونے کی آواز نہیں سنی؟(30)

ایک اور روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا، تو قریش کے ساتھ کئی جنگوں کے بعد، انہوں نے اہلِ مکہ کے ساتھ رحمت اور احسان کا برتاؤ فرمایا اور فرمایا:

" يا معشر قريش ما ترون إني فاعل بكم؟ قالوا: خيراً، اخو كريم وابن أخ كريم قال: اذهبوا فأنتم الطلقاء "(31)

"اے قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟" انہوں نے جواب دیا: "ہم آپ سے بھلائی کی امید رکھتے ہیں، آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔" تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔"

یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مشرکین کے ساتھ کیے گئے سب سے اعلیٰ درجے کے عفو و درگزر اور رحمت کی بہترین مثال ہے۔

6۔ سخاوت اور کرم

کرم، بخل کی ضد ہے اور اس سے مراد مال، خوراک یا کسی بھی جائز منفعت کو خندہ پیشانی کے ساتھ دوسروں پر خرچ کرنا ہے۔ یہ ایک اعلیٰ اخلاقی قدر اور انسانی صفات میں سے ایک نمایاں خوبی ہے، جو فرد اور معاشرے کی فلاح و بہبود میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں کرم کو نہ صرف پسندیدہ قرار دیا گیا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی شمار کیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ﴾ (32)

بے شک، یہ ایک باعظمت قرآن ہے۔

(30) ابن أبي شيبة ، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد ،الرياض،1409، ج:7، ص:654

(31) محمد متولي الشعراوي ، تفسير الشعراوي الخواطر، مطابع أخبار اليوم ،1997،ج: 6، ص:544

(32) سورة الواقعة ،56: 77

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

اسی طرح، اللہ تعالیٰ نے دیگر عظیم چیزوں کو بھی "کریم" کے وصف سے متصف کیا ہے:

﴿وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ... وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ﴾

یہ الفاظ اس امر کی دلیل ہیں کہ کرم محض سخاوت تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار عزت، بزرگی اور نفع بخشی جیسے وسیع مفاہیم کو بھی شامل ہے۔

کرم، نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کا ایک بنیادی وصف تھا، اور آپ نے اپنی امت کو اس کی بھرپور ترغیب دی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف خود عملی طور پر اس صفت کو اپنایا بلکہ اپنے پیروکاروں کو بھی ایثار، ہمدردی اور سخاوت کا درس دیا۔ چنانچہ اسلامی نقطۂ نظر سے کرم فرد کی شخصیت میں حسن پیدا کرتا ہے اور ایک متوازن اور مستحکم معاشرتی نظام کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ معاشرتی سطح پر کرم کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی معاشرے میں دولت کی غیر مساوی تقسیم اگر شدت اختیار کر جائے تو اس کے نتیجے میں استحصال، طبقاتی تفریق اور باہمی عدم اعتماد جنم لیتے ہیں۔ ایسے میں اگر دولت مند افراد معاشرے کے کمزور طبقات کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ایثار و ہمدردی کا مظاہرہ کریں، تو نہ صرف ایک منصفانہ اور مساوی سماجی ڈھانچے کی تشکیل ممکن ہو گی بلکہ باہمی محبت اور اخوت کے جذبات بھی فروغ پائیں گے۔

حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے اور سب سے کریم اخلاق والے تھے، جو بھی ان سے میل جول رکھتا، وہ ان سے محبت کرنے لگتا۔" نیز، ان سے یہ بھی روایت ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کرتے تو فرماتے:

"آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی ہاتھ والے، سب سے زیادہ بہادر دل والے، سب سے سچے، سب سے زیادہ وعدے کے پکے، سب سے نرم خو اور سب سے کریم اخلاق والے تھے۔ جو بھی آپ ﷺ کو پہلی بار دیکھتا، وہ آپ کی ہیبت سے متاثر ہو جاتا، اور جو بھی آپ کے قریب ہوتا اور آپ کو جانتا، وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے آپ سے پہلے اور بعد میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا"[33]

(33) الزبيدي ، محمد بن محمد الحسيني ،إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، مؤسسة التاريخ العربي ، 1994، ج:7 ، ص:138

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 28, 2025

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (ﷺ) کو کئی فتوحات عطا فرمائیں، اور انہیں خیبر اور حنین جیسے معرکوں میں بڑی غنیمتیں ملیں، لیکن آپ (ﷺ) ہمیشہ سخاوت سے لوگوں میں بانٹ دیتے۔

نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی انسانی کمالات کا ایک جامع مظہر تھی، جس میں تمام اعلیٰ اخلاقی اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ تاریخ میں ہمیں ایسے افراد ملتے ہیں جو کسی ایک صفت میں غیر معمولی شہرت رکھتے تھے، مثلاً کچھ صبر و استقامت میں ممتاز تھے، کچھ سخاوت میں معروف، اور کچھ شجاعت و بہادری میں نمایاں۔ تاہم، نبی کریم ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جن میں یہ تمام اخلاقی کمالات بیک وقت اور اعلیٰ ترین درجے پر پائے جاتے تھے۔ یہی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو غیر معمولی اور معجزانہ حیثیت عطا کرتی ہے۔

سماجی تعلق

ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں نبی اکرم ﷺ اور مختلف سماجی طبقات کے درمیان تعلقات پر روشنی ڈالی ہے، جو پوری نبوت کے دوران برقرار رہے۔ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات نسبتاً طویل مدت پر محیط تھے، کیونکہ یہ مکی دور سے شروع ہو کر مدنی دور تک جاری رہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سب سے نمایاں سماجی سرگرمیوں میں سے درج ذیل ہیں:

1۔ مؤاخات (بھائی چارہ)

جب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے "مؤاخات" (بھائی چارہ) کا تجربہ اپنایا۔ یہ مدینہ میں آپ ﷺ کی سب سے پہلی سماجی حکمت عملی تھی، جس کا مقصد مہاجرین کو درپیش معاشی بحران کا حل نکالنا تھا۔ مہاجرین مکہ ہجرت کے بعد اپنے مال و اسباب کو پیچھے چھوڑ آئے تھے، لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے انصار کے ساتھ ان کے سماجی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے مؤاخات کا نظام نافذ کیا، تاکہ جب تک مہاجرین مالی طور پر مستحکم نہ ہو جائیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکیں۔ اس بھائی چارے کی بنیاد پر مہاجرین اور انصار کے درمیان شراکت اور تعاون کا رشتہ قائم کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس نظام کو اتنی شدت سے نافذ کیا کہ انصار کی وفات کے بعد ان کی میراث ان کے مہاجر بھائی کو دی جاتی، نہ کہ ان کے حقیقی رشتہ داروں کو۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

" لما قدم رسول الله ﷺ آخى بين المهاجرين بعضهم وأخى بين المهاجرين والأنصار، وجعل المواريث على الاخوة في الدين لا ميراث الارحام " [34]

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مہاجرین کے درمیان اور مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، اور وراثت کو دینی بھائی چارے پر قرار دیا نہ کہ (خونی) رشتہ داری پر"

اس بھائی چارے کی بنیاد پر وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بن گئے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس وراثت کے حکم کو منسوخ فرما دیا، اور اب وراثت صرف قرابت داری (نسبی رشتہ) کی بنیاد پر مقرر کی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأُوْلُوا الأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾[35]

"اور رشتہ دار (قرابت والے) اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں"

مواخات کا واقعہ اجتماعی انصاف کی ایک شاندار مثال تھا، جہاں رسول اللہ ﷺ نے مساوات اور انصاف جیسے اہم سماجی اصولوں کو عملی شکل دی۔ یہ بھائی چارے کا نظام اس لیے کامیاب رہا کیونکہ اس میں قیادت، ایمان اور نظام، تینوں پہلوؤں کی مکمل ہم آہنگی تھی۔ چاہے بھائی چارہ چند افراد کے درمیان قائم ہوا یا سینکڑوں کے درمیان، یہ اسلام کی سماجی حکمت کا کامیاب نمونہ ثابت ہوا۔ اس کا مقصد صرف مالی یا دنیاوی مدد نہیں بلکہ محبت، ہمدردی اور اجتماعی یکجہتی کو فروغ دینا تھا۔ ابتدا میں وراثت بھی اس تعلق کا حصہ تھی، مگر بعد میں شریعت نے وراثت کو صرف خونی رشتوں تک محدود کر دیا، تاکہ سماجی بھائی چارے اور شرعی احکام کے درمیان توازن قائم رہے۔

2۔ لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آنا

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو آپس میں تعاون، ہمدردی اور محبت کا رویہ اختیار کرنے کی بہت تاکید فرمائی تاکہ وہ ایک متحد اور مضبوط امت بن سکیں، جو اپنے مقاصد کو باہمی اتحاد سے حاصل کرے۔ آپ ﷺ نے ایسے بنیادی تصورات مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کیے جو انہیں طاقتور اور

(34) محمد بن یعقوب الکلینی، الکافی،کتاب المواریث، باب: میراث الاخوۃ في الدين قبل نزول آيات الفرائض، ج: 7حديث نمبر 1 قم: دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۷ھ

(35) الأحزاب: 6

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

منظم بناتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم دوسروں کے ساتھ نرمی، برداشت اور حسنِ سلوک سے پیش آنا ہے۔ اگر ہم ان تعلیمات پر عمل کریں تو معاشرے میں سب کے حقوق کا خیال خود بخود رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہی اخلاقی اصول سماجی انصاف اور باہمی احترام کی بنیاد بنتے ہیں۔

امام جعفر صادق نے نبی اکرم ﷺ سے کئی ایسی احادیث روایت کی ہیں جو لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک سے متعلق ہیں، ان میں سے بعض ذیل میں ہیں:

" ان رسول الله ﷺ قال: ثلاث من لم يكن فيه لم يتم له عمل ورع يحجزه عن معاصي الله وخلق يداري به الناس و حلم يرد به جهل الجاهل "[36]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ نہ ہوں، اس کا عمل مکمل نہیں ہوتا:

I. ایسا تقویٰ جو اُسے اللہ کی نافرمانی سے روکے،

II. ایسا خوش اخلاق رویہ جس کے ذریعے وہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور سمجھداری سے پیش آئے،

III. اور ایسا حلم (بردباری) جس کے ذریعے وہ جاہل کی جہالت کا جواب صبر سے دے۔

یہ انسان کے اخلاق، سماجی رویے اور روحانی پاکیزگی کی جامع رہنمائی کرتی ہے۔

" قولوا للناس كلهم حسنا مؤمنهم ومخالفهم أما المؤمنون فيبسط لهم وجهه، وأما المخالفون فيكلمهم بالمداراة لاجتذابهم إلى الايمان، فإن استتر من ذلك يكف شرورهم عن نفسه، وعن إخوانه المؤمني"[37]

"سب لوگوں سے خوش اخلاقی سے بات کرو، چاہے وہ مومن ہوں یا مخالف۔ مومنوں کے ساتھ خوش روی سے پیش آنا چاہیے، اور مخالفین سے نرمی و حکمت کے ساتھ بات کرنی چاہیے تاکہ انہیں ایمان کی طرف مائل کیا جا سکے۔ اگر وہ ایمان نہ بھی لائیں، تب بھی اس نرمی کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز رہیں گے اور مسلمان اپنے اور اپنے مومن بھائیوں کے شر سے محفوظ رہیں گے"

(36) الكاشانی، محسن، المحجة البيضاء فی تهذيب الإحياء، مؤسسة النشر الإسلامي، قم ، 2007، ج: 3،ص:400
(37) الكاشانی، عبدالرزاق بن علی، تفسير القرآن الكريم، مؤسسة النشر الاسلامی، قم ، 1994ء،ج:1، ص:154

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 28, 2025

اس سے یہ درس ملتا ہے کہ حسنِ اخلاق، دعوتِ دین اور معاشرتی حکمت کا جامع درس دیتا ہے۔ مومنوں سے خوش اخلاقی اور مخالفین سے نرمی کا رویہ معاشرتی امن، دینی اثر پذیری اور شر سے بچاؤ کا مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔

" قال النبي ﷺ: أمرني ربي بمداراة الناس، كما أمرني بتبليغ الرسالة "(38)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، جیسے مجھے تبلیغ دین کا حکم دیا تھا"

اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نرمی اور حسنِ سلوک صرف ایک اخلاقی عمل نہیں بلکہ دین کا اہم حصہ ہے۔ نبی ﷺ نے تبلیغِ دین کے ساتھ لوگوں کے ساتھ نرم برتاؤ کو بھی اہمیت دی، جو معاشرتی تعلقات اور دین کی مؤثر ترسیل کے لیے ضروری ہے۔ دشمنوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کی اہمیت پر دو مثالیں موجود ہیں۔ پہلی مثال یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض قریش کے مخالفین کو غنائم میں سے حصہ دیا تاکہ ان کے دل جیتے جا سکیں اور اسلام کی طرف ان کا رجحان بڑھ سکے، حالانکہ کچھ صحابہ نے اس پر اعتراض کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے نبی ﷺ کے فیصلے کی تائید کی، جس سے صحابہ کی رضامندی حاصل ہوئی۔ دوسری مثال یہ کہ وہ روایت جس میں عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ذکر ہے، جو نبی ﷺ اور مسلمانوں کا مخالف تھا، مگر نبی ﷺ نے اس کے ساتھ سخت سلوک نہیں کیا بلکہ اُسے نرمی سے پیش آ کر اس کی مخالفت کا خطرہ کم کرنے کی کوشش کی۔ امام جعفر صادقؑ کی روایت کے مطابق، نبی ﷺ کی یہ حکمت عملی دشمنوں سے نرمی برتنے کو بہترین صدقہ قرار دیتی ہے۔

3۔ حسنِ جوار اور سماجی یکجہتی

حسنِ جوار یعنی پڑوسیوں سے اچھا سلوک، ایک ایسا اخلاقی اور سماجی اصول ہے جو اسلامی معاشرے میں محبت، ہمدردی اور باہمی تعاون کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے مسلمانوں کے آپس کے سماجی تعلقات، خاص طور پر پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کے بارے میں ایک اہم بات فرمائی:

" فإنه لا يجار حرمة إلا بإذن أهلها، وإن الجار كالنفس غير مضار ولا إثم، وحرمة الجار على الجار كحرمة أمه وأبيه " (39)

(38) الطبرسي، مشكاة الأنوار في غرر الأخبار، المكتبة الحيدرية، نجف، 1965ء،ص:313

(39) على رضا،حق الجار برؤية أهل البيت عليهم السلام ، أنوار الهدى ، قم ، ايران،ص:24

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

”بے شک کسی کی حرمت (عزت و حقوق) کو اس کے اہل کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جاسکتی، اور ہمسایہ (پڑوسی) نفس (جان) کی مانند ہے۔ نہ اسے تکلیف پہنچانی چاہیے اور نہ ہی گناہ میں شامل کرنا چاہیے۔ ہمسائے کا ہمسائے پر حق اس کے ماں باپ کے حق کی مانند ہے“

اس سے مقصد مسلمانوں کو حسنِ سلوک اور پڑوسیوں کی نگہداشت کی ترغیب دینا تھا، تاکہ پڑوس میں رہنے والے لوگ متحد، ہمدرد اور باہمی محبت و احسان کا مظاہرہ کرنے والے بن جائیں، جو ایک دوسرے سے نرمی سے پیش آئیں، بھلائی میں تعاون کریں اور خطرات کا مل کر سامنا کریں۔ اس طرح وہ اجتماعی طور پر مشکلات اور حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت محسوس کریں۔ قرآن مجید میں سورت النساء کی آیت 36 میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

حضرت علی سے مروی ہے:

" جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله إني أردت شراء دار أين تأمرني أشتري ... قال له رسول الله ﷺ الجوار ثم الدار "[40]

”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں ایک گھر خریدنا چاہتا ہوں، آپ مجھے کہاں خریدنے کا مشورہ دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلے پڑوسی دیکھو، پھر گھر خریدو“

امام باقر سے روایت ہے کہ:

" قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما آمن بي من بات شبعان وجاره جائع قال: وما من أهل قرية يبيت وفيهم جائع ينظر الله إليهم يوم القيامة " [41]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا جو سیر ہو کر سوتا ہے جبکہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ آپ نے فرمایا: "اور جس بستی میں کوئی شخص بھوکا رات گزارتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گے“

اچھا ہمسایہ بننا (حُسن جوار) نہ صرف ایک اخلاقی خوبی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں اسے سچے ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے

[40] حسين بن محمدتقى ، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل،مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث ، قم،ج:2،ص: 122
[41] محمد بن يعقوب الكلينى، الكافى،ج:2 ،ص:668

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

ایمان اور ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے درمیان گہرا تعلق قائم کیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مومن کی دینداری کا عملی مظہر اس کے سماجی رویّے میں جھلکتا ہے۔ اگر ہمسایہ ضرورت مند ہو تو اس کی خبر گیری، مدد اور خیر خواہی نہ صرف فرد کی ایمانی سچائی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ معاشرے میں باہمی تعاون اور اجتماعی فلاح کا نظام بھی قائم کرتی ہے۔ اس طرح حُسنِ جوار ایک فرد کے کردار کا آئینہ اور معاشرتی ہم آہنگی کی بنیاد ہے۔

4۔ مسلمانوں کی خیریت معلوم کرنا

نبی اکرم ﷺ کبھی بھی خود کو انفرادیت میں محصور نہ رکھتے، نہ ہی اپنے گھر میں بیٹھ کر لوگوں سے الگ ہوتے تھے، کیونکہ رسالت کا مقصد انسانوں کے درمیان تعلق اور رہنمائی تھا، جو ہر فرد تک پہنچنا ضروری تھا۔ آپ ﷺ بازاروں میں لوگوں سے ملتے، ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور بیماروں کی عیادت کرتے، تاکہ ان کے دلوں میں محبت اور اطمینان کی روشنی پھیل سکے۔ اسی طرح کی دیگر بہت سی باتیں اور اعمال تھے جو نبی کریم ﷺ نے کیے، جن کا لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر پڑا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے کردار اور عمل سے معاشرے میں افراد کے دلوں اور ذہنوں کو جیت لیا۔ جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

1) لوگوں سے الگ نہ ہونا

نبی ﷺ کا سلوک ہمیشہ اپنی قوم سے برابری پر مبنی تھا، آپ ﷺ کبھی بھی اپنے معاشرتی افراد سے متکبر نہ تھے۔ آپ کا لباس بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا تھا، اور آپ زمین پر اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

حلية الأولياء میں امام حسن سے روایت ہے:

'' أن الحسن كان يقول: " لما بعث الله عز وجل محمدا صلى الله عليه وسلم ويعرفون وجهه ويعرفون نسبه قال: هذا نبي هذا خياري خذوا من سنته وسبيله، أما والله ما كان يغدى عليه بالجفان، ولا يراح ولا يغلق دونه الأبواب ولا تقوم دونه الحجبة، كان يجلس بالأرض ويوضع طعامه بالأرض ويلبس الغليظ ويركب الحمار ويردف خلفه وكان يلعق يده ''[42]

''حضرت حسنؓ فرماتے ہیں: "جب اللہ عز و جل نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا، تو لوگوں کو آپ کا چہرہ اور نسب معلوم تھا۔ انہوں نے کہا:

(42) الأصبهاني، أبو نعيم أحمد بن عبد الله، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، السعادةبجوار محافظة مصر، 1394هـ، ج:2، ص:153

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

یہ نبی ہیں، یہ میرے بہترین ہیں، ان کی سنت اور طریقہ اختیار کرو۔ خدا کی قسم، آپ ﷺ کے لئے کبھی بعام کے برتن پیش نہیں کیے گئے، نہ آپ ﷺ کے لئے دروازے بند کیے گئے اور نہ آپ ﷺ کے سامنے پردے کیے گئے۔ آپ ﷺ زمین پر بیٹھتے، کھانا بھی زمین پر رکھا جاتا، آپ ﷺ کھردرا لباس پہنتے، گدھے پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھاتے، اور آپ ﷺ اپنی انگلیاں چاٹتے"

اسی طرح امام علی رضا سے روایت ہے:

" ان النبي ﷺأوصى أبا ذر بوصايا عدة منها: "يا أبا ذر إني ألبس الغليظ وأجلس على الأرض وألعق أصابعي وأركب الحمار بغير سرج وأردف خلفي، فمن رغب عن سنتي فليس مني يا أبا ذر البس الخشن من اللباس والصفيق من الثياب, لئلا يجد الفخر فيك مسلكا "[43]

"نبی اکرم ﷺ نے ابوذرؓ کو کچھ نصیحتیں کیں جن میں یہ شامل ہے: "اے ابوذر! میں کھردرا لباس پہنتا ہوں، زمین پر بیٹھتا ہوں، اپنی انگلیاں چاٹتا ہوں، اور بغیر زین کے گدھے پر سوار ہوتا ہوں اور تمہیں پیچھے بٹھاتا ہوں۔ جو میری سنت سے منحرف ہو، وہ مجھ سے نہیں۔ اے ابوذر! کھردا لباس پہنو اور سادہ کپڑے استعمال کرو تاکہ تکبر تم میں جگہ نہ پائے"

نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں سادگی اور تواضع کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی تکلف یا عیش و عشرت کی زندگی اختیار نہیں کی۔ آپ ﷺ نہ صرف اپنے ماننے والوں کی طرح زندگی گزارتے بلکہ ان کے ساتھ مشقتوں میں شریک ہوتے، جیسے غزوۂ احزاب میں کھدائی کے دوران آپ ﷺ بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ کبھی کسی کے ساتھ ہاتھ ملانے میں پہل نہیں کرتے تھے، بلکہ دوسرا شخص ہی آپ ﷺ کا ہاتھ چھوڑتا۔ آپ ﷺ ہمیشہ فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھتے، ان کے حقوق کی حفاظت کرتے، اور انہیں عزت دیتے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ہدایت دی کہ وہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور کسی کو بھی حقیر نہ سمجھیں۔ آپ ﷺ کی زندگی انسانیت کے لیے ایک روشن مثال ہے۔

([43]) الطبرسي، مكارم الأخلاق، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ،بيروت،ص:115

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

مریض کی عیادت کرنا

اسلام ایک ہمدردانہ اور معاشرتی دین ہے جو انسانوں کے باہمی حقوق کو اہمیت دیتا ہے۔ انہی میں سے ایک حق مریض کی عیادت ہے، جو نہ صرف اخلاقی فریضہ بلکہ دینی عمل بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ خود صحابہ اور پڑوسیوں کی خیریت دریافت فرماتے اور مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی پڑوسی کی بھی عیادت فرمائی، جو آپ کی انسانیت نوازی اور بین المذاہب رواداری کی روشن مثال ہے۔

روایت ہے:

'' كان النبي ﷺيتفقد الناس ويسأل عن أحوالهم فمن كان مريضاً عاده وكان يقول : "من حق المسلم على المسلم إذا لقيه أن يسلم عليه، وإذا مرض أن يعوده، وإذا مات أن يشيع جنازته وعاد جارا له يهوديا '' (44)

نبی اکرم ﷺ لوگوں کی خبر گیری فرماتے اور ان کے حالات کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے: "مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب وہ اس سے ملے تو اسے سلام کرے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک یہودی پڑوسی کی بھی عیادت فرمائی"

کنزالاعمال میں حضرت علی علیہ السلام میں سے روایت ہے:

'' عن علي قال: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عاد مريضا وضع يده على رأسه فقال: "أذهب البأس رب الناس، واشف أنت الشافي، اللهم إني أسألك لفلان بن فلان شفاء لا يغادر سقما '' (45)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے، تو اپنا دستِ مبارک اُس کے سر پر رکھتے اور فرماتے: "اے لوگوں کے رب! بیماری کو دور فرما دے، اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے فلاں بن فلاں کے لیے ایسی شفا کا سوال کرتا ہوں جو کسی

(44) الطبرسي، مكارم الأخلاق، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ،بيروت،ص:359
(45) الهندي، علي بن حسام الدين،كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، تحقيق: بكري حياني وصفوة السقا. الطبعة الخامسة، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1981 ،ج:9ص:209، حديث :25696

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 28, 2025

بیماری کو باقی نہ چھوڑے“

مندرجہ بالا روایات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مریض کی عیادت اسلامی معاشرت کی روح ہے۔ اس عمل کے ذریعے محبت، شفقت، اور بھائی چارے کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نہ صرف بیماروں کی عیادت فرماتے بلکہ ان کے لیے خاص دعائیں بھی کرتے، جن میں اللہ تعالیٰ سے ایسی مکمل شفا مانگی جاتی جو کسی بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ عیادت صرف رسمی ملاقات نہ ہو بلکہ دعا، تسلی، اور تعاون کا مجموعہ ہو۔ آج کے معاشرے میں ہمیں بھی اس سنتِ نبوی کو زندہ کرنا چاہیے اور مریضوں کی عیادت کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے، تاکہ ہم نہ صرف سنت پر عمل کریں بلکہ معاشرے میں ہمدردی اور تعلق کا عملی مظاہرہ بھی کریں۔

نتائج

- نبی کریم ﷺ کی سماجی زندگی ایک ہمہ جہت اور متوازن شخصیت کی عکاس ہے، جو لوگوں کے ساتھ محبت، انصاف، مساوات اور شفقت پر مبنی تعلقات کو فروغ دیتی ہے۔
- ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات سیرت النبی ﷺ کے اصل پیغام کو نہایت گہرائی اور روحانیت کے ساتھ بیان کرتی ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کی حقیقی جھلک پیش کرتی ہیں۔
- نبی ﷺ کی عاجزی، تواضع اور سادگی معاشرے کے ہر طبقے کے لیے باعثِ تقلید ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت بادشاہانہ طرزِ حیات سے ہٹ کر ایک عام انسان کے قریب تر تھی۔
- نبی کریم ﷺ نے عمل سے اصلاح کا راستہ اپنایا اور وہ تمام صفات جن کی دعوت دی، انہیں پہلے اپنی زندگی میں نافذ کیا، مثلاً عبادت، عدل، ایثار اور مساوات۔
- نبی ﷺ نے سماجی تعلقات کو اخلاقی بنیادوں پر استوار کیا، جس کا مقصد دلوں کو جیتنا اور انسانیت کو بلندی دینا تھا، نہ کہ صرف رسم و رواج کو قائم رکھنا۔
- ائمہ اہل بیتؑ نے سیرتِ نبوی کی محافظت کی اور ان کے بیانات میں نبی اکرم ﷺ کے سماجی کردار کی خوبصورت تفصیلات ملتی ہیں، جو بعد کی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی عوامی زندگی میں شراکت، بازاروں میں آنا جانا، مریضوں کی عیادت، اور لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونا، آپ کے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 28, 2025

ہمہ گیر سماجی کردار کا مظہر ہے۔

- نبی اکرم ﷺ کی قیادت ربانی اصولوں پر مبنی تھی، جس میں روحانی تربیت، اخلاقی بالیدگی، اور عدل و مساوات بنیادی اجزاء تھے۔
- روایاتِ اہل بیتؑ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا خالص اور محفوظ حوالہ ہیں، جن میں روحانیت اور اخلاق کا امتزاج پایا جاتا ہے۔
- سماجی انصاف، کمزوروں کی حمایت، اور عوام سے قربت، وہ اوصاف ہیں جنہیں نبی ﷺ نے عملاً اپنایا اور انہی کو اہل بیتؑ نے آگے بڑھایا۔

سفارشات

- سیرت النبی ﷺ کو ائمہ اہل بیتؑ کی روایات کی روشنی میں تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء کو سیرت کے حقیقی اخلاقی و سماجی پہلوؤں سے آگاہی ہو۔
- عصری معاشرے کے لیے نبی ﷺ کی سماجی حکمتِ عملی کو ماڈل بنایا جائے، خاص طور پر عاجزی، عدل، مساوات اور فقراء کے ساتھ تعامل کے اصولوں کو اپنایا جائے۔
- ائمہ اہل بیتؑ کی سیرت پر مبنی روایات کو تحقیق کا مستقل موضوع بنایا جائے تاکہ سیرت النبی ﷺ کے کم معروف لیکن اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا جا سکے۔
- علماء، خطباء اور مبلغین کو چاہیے کہ وہ خطابات میں سیرت کے سماجی پہلو پر زور دیں تاکہ دین کی انسان دوست اور معاشرتی فلاحی صورت نمایاں ہو۔
- نوجوان نسل کو نبی ﷺ کی عوامی زندگی سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ عملی کردار اور سماجی اخلاقیات کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔
- خاندانی اور سماجی اداروں میں سیرت النبی ﷺ کی عملی مثالیں پیش کی جائیں تاکہ محبت، تحمل، اور خدمتِ خلق کے جذبات کو فروغ دیا جا سکے۔
- میڈیا اور سوشل میڈیا پر نبی ﷺ کی سیرت کے سماجی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ معاشرتی اصلاح کے لیے جدید ذرائع سے استفادہ کیا جا سکے۔
- بین المذاہب ہم آہنگی اور بین المسلمین اتحاد کے لیے سیرت النبی ﷺ کو ایک مشترک حوالہ بنایا جائے جسے اہل بیتؑ کی روایات سے مزید تقویت حاصل ہو۔
- تحقیقاتی ادارے نبی اکرم ﷺ کے اخلاقی و سماجی کردار پر ائمہ اہل بیتؑ کے اقوال کی بنیاد پر مزید علمی کام کریں تاکہ اسلامی اخلاقیات کو مؤثر انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 28, 2025

- سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں معاشرتی پالیسی سازی کی جائے تاکہ حکومتی وادارہ جاتی سطح پر بھی سیرت کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کی جاسکے۔

OPEN ACCESS
CC BY